بسمہ سبحانہ

بدعات

میر مراد علی خان

جناب مختار احمد مدنی نے ایک مضمون بعنوان ''رجب کے کنڈے'' لکھا۔ اس مضمون میں ابتداء سے آخر تک رجب کے کنڈوں کو روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم یہ دعوی سے کہتے ہیں کہ رجب کے کنڈے یا اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی کسی معمولی سے معمولی شیعہ کتاب میں اُس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی شیعہ عالم تحریر سے یا تقریر کے ذریعہ ان کنڈوں کے بارے کچھ لکھا یا کہا ہو۔ یہ رسم صرف برصغیر ہند و پاکستان میں راجع ہے۔ اور برصغیر میں بھی شیعوں سے زیادہ اہل سنت حضرات اس کو کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی وہ اہل سنت کے ہی مطبوعات طبع کرتے ہیں۔

ابو حنیفہ کو فخر ہو تو ہو مگر یہ ہمارے لئے ہرگز باعث فخر نہیں کہ ابو حنیفہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد تھے۔۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں اُن کا یہ فخریہ جملہ ملتا ہے **لولا السنتان لهلک النعمان** یعنی اگر یہ دو سال نہ ملتے تو (جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی خدمت میں بسر ہوئے) نعمان (ابو حنیفہ) ہلاک ہو گیا ہوتا۔ (عبد الحلیم جندی کتاب امام جعفر صادق ص ۸۳، نظرات فی الکتاب الخالدة، مولف حامد مفتی طبع قاہرہ ، تفسیر جامع الجوامع مولف الطبرسی ج اول ص ۳۹۱، علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت نعمان میں تحریر فرماتے ہیں ''ابن تیمیہ کا یہ قول کہ ابو حنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے ہم عصر تھے شاگرد نہیں تھے یہ دعوی غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقتاً امام ابو حنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے''۔

یہ الزام کہ ''۲۲ رجب سن ۶۰ھ ایک نامور خلیفہ و امیر المؤمنین نبی کریم کے برادر نسبتی اور کاتب وحی جناب امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے۔ چونکہ روافض ان سے بغض و حسد رکھتے ہیں اس لئے محبت آل بیت کا لیبل لگا کر اُن کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں''

اس مضمون نگار سے سوال ہے کہ کیا اُنہوں اس ''خوشی کے اظہار'' کو کہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا یا پڑھا ہے۔ کیا کوئی شیعہ اس سلسلے میں کوئی محفل منعقد کرتا ہے یا کوئی پرچہ شایع ہوتا ہوا دیکھا ہے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو وہ حق بجانب ہیں اس لئے شیعہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کے اس عمل کو قابل تقلید سمجھتے ہیں کہ بعد شہادت حضرت محمد ابن ابی بکر الصدیق حضرت عائشہ کا یہ عمل تھا۔

عائشة جزعت عليه جزعا شديدا وقنتت عليه في دبر الصلاة تدعو على معاوية وعمرو۔ طبری ج ۳ ص ۳۸۵؛ البداية والنهاية ج ۷ ص ۳۴۹۔

حضرت عائشہ کو غم ہوا اور اتنا شدید کہ ہر نماز میں معاویہ اور عمرو عاص کے لئے بدعا کرتی تھیں۔

مضمون نویس کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنے ہی مذہب کے کتابوں کو بغیر تعصب کے غیر جانب داری پڑھتے اور سمجھنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ اُسد الغابہ سے یہ دو روایتیں منقول ہیں:

حالات الأسود بن أبي البختري۔ اسد الغابة۔ ابن اثير

روى سفيان بن عينة عن عمرو بن دينار قال: لما يبعث معاوية بسر بن أبي أرطاة ليقتل شيعة علي۔ سفیان بن عینہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن دینار سے کہ معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو شیعان علیؑ کے قتل لے مدینہ روانہ کیا تھا۔

قتله بسر بن أبي أرطاة لما سيّره معاوة إلى الحجاز واليمن يقتل شيعة علي۔ حالات عبد الله بن عبد المدنی

حجاز اور یمن کی جانب معاویہ نے شیعان علی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

معاویہ کاتب وحی نہیں تھے۔إما كتابة معاويه الوحی والتنزيل فلم يصح ۔جامع الاصول۔

معاویہ کبھی بھی وحی بالکل نہیں لکھی، البتہ آپ کے مراسلات یہی لکھتے تھے۔اکمال فی اسماء الرجال۔صاحب مشکواۃ شیخ ولی الدین ابی محمد بن عبداللہ الخطیب ص ۴۰۵ سلسلہ ۸۲۲۔یہ یاد رہے کہ معاویہ فتح مکہ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے اور ان کا شمار ''طلقاء''یعنی آزاد کردہ میں تھا اور تالیف قلب کے لئے رسول اللہؐ و آلہ نے ان کے ذمہ یہ کام لگایا تھا۔دوسری روایت کان معاوية كاتبا فيما بين النبی و بين العرب۔ سيرأعلام النبلاء ج ۴ ص ۲۸۵۔

خال المؤمنين۔اب رہا برادر نسبتی ہونے کا شرف۔ام المومنین حضرت صفیہ جو یہودی تھیں اور مسلمان ہوئیں۔مگر آپ کے بھائی اور باپ یہودی ہی رہے۔ کیا یہ برادر نسبتی بھی باعث شرف ہے؟

اس کے علاوہ معاویہ کے بارے میں مزید کہنا نہیں ہے اس لئے کہ مضمون طویل ہو جائے گا۔ورنہ اس سلسلے میں کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

مختار احمد مدنی نے شیعوں کو روافض کے لفظ سے نواز کر لکھتے ہیں کہ ''یہود اور روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش سے اُمت مسلمہ بدعات وخرافات میں کھو گئی ہے کہ اسلام جس کی رات بھی دن کی مانند تابندہ درخشندہ ہے اس کی صحیح و سچی تعلیمات بدعتوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں چھپ رہ گئی ہیں بدعتوں کا ایسا سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا ہے جس میں اسلام کا صحیح چہرہ نظر نہیں آتا ہے''۔

یہ تقریباً صحیح ہے مگر الزام جو شیعوں پر لگایا ہے وہ قطعاً باطل ہے۔ شیعہ ہی ہمیشہ یہود سے ڈٹ کر لڑے ہیں اور فتح پائے ہیں۔حال ہی کی مثال موجود ہے۔ چند ہزار نے ایک بڑی طاقتور قوم کے گھٹنے ٹکا دئے۔اس دنیا کی سب سے طاقتور حکومت اگر کسی ملک سے خائف ہے تو وہ صرف شیعوں کا ہی ملک ہے۔ البتہ اگر یہودیوں سے میل جول رکھے ہیں اور اُن کی غلامی پر فخر کرتے ہیں وہ سعودی، اردن، مصر، کویت، ترکی ہیں۔اور یہ سب حضرت عمرؓ کی سنت پر ہیں۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق''صفحہ ۳۷۳ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور میں لکھتے ہیں:

یہ امر بھی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس دن درس توریت کا درس ہوا کرتا تھا، حضرت عمرؓ اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے دن اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔(کنز العمال بروایت بیہقی وغیرہ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

حضرت عمر ایک دفعہ توریت کا نسخہ رسول اللہ ﷺ و آلہ کے پاس لے گئے اور اس کو پڑھنا شروع کیا۔آنحضرتؐ کا چہرہ متغیر ہوا۔مسند دارمی ج ۱ مطبوعہ کانپور ص ۶۲)

علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق''صفحہ ۳۴۸ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور لکھتے ہیں:''لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمرؓ فاروق ہیں۔ اجتہاد قیاس پر منحصر نہیں، ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے''۔

اور قیاس پر جو احادیث مذکور ہیں وہ بھی قابل توجہ ہے۔

اول من قاس ابليس۔یعنی سب پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔سنن الدارمی ج ۱ ص ۶۵؛ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۳۴۴ سلسلہ ۴۷؛ مسند ابی حنیفہ ابو نعیم ص ۶۶؛ کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۹ سلسلہ ۱۰۴۹؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱۲؛ تفسیر الدر المنثور سیوطی سورۃ الاعراف ج ۳ ص ۲۷۔

''حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔قیاس کا وجود نہ تھا۔(مسند دارمی صفحہ ۳۲)''۔

علامہ شبلی ص ۳۴۹ میں لکھتے ہیں: اصولیین کے نزدیک قیاس کے لئے مقدم دو شرطیں ہیں۔

جومسئلہ قیاس سے ثابت کیا جائے وہ منصوص نہ ہو یعنی اس کے بارے میں کوئی خاص حکم موجود نہ ہو۔
مقیس اور مقیس علت مشترک۔
اب رہا بدعت کے بارے میں:

عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا انه بلغه ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنه الصلوٰة الصبح فوجده نائما فقال الصلوٰة خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامره عمر ان یجعلها فی نداء الصبح۔ ترجمہ؛ امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس موذن نماز صبح کی خبر کرنے آیا تو حضرت عمر کو سوتا پایا موذن نے کہا الصلوٰة خیر من النوم یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے۔ حضرت عمر نے موذن کو حکم دیا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔ اس حدیث کو دار قطنی نے عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے موذن سے کہا جب تم پہنچو حی علی الفلاح تو فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے الصلوٰة خیر من النوم۔ موطا امام مالک کتاب الصلواة ص ۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ اسی کو کئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مثلاً نیل الاوطار الشوکانی ج ۲ صفحہ ۱۸؛ السنن الکبریٰ البیھقی ج ۱ صفحہ ۴۲۴؛ المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلد اول ص ۲۴۴؛ تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج ۹ ص ۴۰۹؛ کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۴۲۔

الذی أخر مقام إبراهیم إلیموضعه الیوم و کان ملصقا بالبیت حضرت عمر ہی وہ ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کو اُس کی جگہ ہٹایا۔ اس کے قبل زمانہ رسول ﷺ و زمانہ ابوبکر تک یہ بیت الحرام سے ملا ہوا تھا۔ تاریخ الخلفاء

کان الیٰ سنتین من عهد عمر طلاق الثلٰث واحدة فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاه علیهم ثلٰثا ۔ آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنیکا) حکم جاری کیا۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج ۳ ص ۱۸۳؛ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج ۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج ۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹۶؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص ۲۹۷؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛ الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص ۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف ج ۶ ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹؛ تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۳۰؛ تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص ۱۶۸؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱؛ المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵ و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶؛ المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳؛ لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف "ط"۔ ص ۳۸

علامه حافظ جلال الدین السیوطی کتاب تاریخ الخلفاء طبع نفیس اکیڈمی کراچی ص ۱۴۰ بعنوان ''اولیت اور ایجادات حضرت عمرؓ''

هو اول من سن قیام شهر رمضان۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ماہ رمضان مبارک میں تراویح کی ایجاد کی۔
اس کا بدعت ہونا خود حضرت عمر نے فرمایا ہے یہ نعمت البدعة ہے۔ جناب شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۳۴۹
حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ وآلہ رمضان میں اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ۔ تیسیر الباری جلد دوم ص ۱۷۱ میں اس روایت کی تشریح علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اب جو لوگ رمضان کے مہینے میں ۲۰ رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعت تراویح کی خللفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی۔
هو اول من ضرب فی الخمر ثمانین۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں شراب پینے کی جو سزا پہلے تھی ۴۰ درّے اس کو ۸۰ کر دیا الفاروق۔ ۲۱۴
وهو اول من حرم المتعة۔ آپ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔
وأول من نهى عن بيع أمهات الأولاد۔ اولا دوالی کنیزوں کی خرید وفروخت کو منع کیا۔
هو أول من سمي أمير المؤمنين۔ آپ ہی سب سے پہلے اپنے آپ کو امیر المؤمنین کہلوانے کا حکم دیا۔
وأول من جمع الناس فی صلاة الجنايز على أربع تكبيرات۔ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیر کہنے کا حکم جاری کیا۔
وأول من أعال الفرايض۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میراث میں عول کی صورت (تقسیم حصہ والوں کو تقسیم برابر نہ ہو سکے)۔
روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: یا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔
(مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶
ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء (المصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۷۲، کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۶) قلت اجمع على ذلک علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط اطبق على على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں (شاہ ولی اللہ محدث) کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔
ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶
حضرت عمر ابن خطاب تیمّم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح مترجم": حضرت عمر کو جب کے واسطے تیمّم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جنب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ سنن ابی داؤد ص ۱۶۴
عبداللہ ابن عمر سے کسی نے عمرہ تمتع کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا جائز ہے پھر سائل نے کہا کہ تمہارے باپ عمر ابن خطاب تو منع کرتے تھے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا: بھلا دیکھ تو صحیح گر میرا باپ منع کرے اور رسولؐ اللہ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسولؐ اللہ کی؟ تو جواب دیا سائل نے کہ رسولؐ اللہ کی۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۳۰۳